غریبوں کے غمخوار

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

اِدارۂ مسعودیہ کراچی
Idara-e-Mas'udia, Karachi

غریبوں کے غمخوار

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

وکونوا مع الصادقین
اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ
اِدارۂ مسعودیہ کراچی
Idara-e-Mas'udia, Karachi

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سلسلہ اشاعت نمبر

نام کتاب ______ غریبوں کے غم خوار
مصنف ______ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
تعداد ______ ایک ہزار
قیمت ______
مطبع ______ فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، کراچی
ناشر ______ ادارۂ مسعودیہ، کراچی
سنۂ طباعت ______ ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء
اشاعت ______ دوم

ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ، ۲/۲ ، ۵۔ ای، ناظم آباد، کراچی، فون ۶۶۱۴۷۴۷ - ۲۱۳۹۷۳
۲۔ المظہر، ۱۳۵۔ پی آئی بی کالونی، کراچی، فون ۴۹۴۸۶۸۱
۳۔ مکتبۂ رضویہ، آرام باغ روڈ، کراچی، فون ۲۱۶۴۶۴
۴۔ شہزاد پبلی کیشنز، ۲۷۲۔ بی، گل گشت کالونی، بوسن روڈ، ملتان، فون ۵۲۳۶۶۰
۵۔ المختار پبلی کیشنز، ۲۵۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، کراچی، فون ۷۷۲۵۱۵
۶۔ مظہری پبلی کیشنز، اے/۲۶۰۶، پی آئی بی کالونی، کراچی، فون ۴۹۴۰۵۳۱

انتساب

○ ——— مسکینوں کے نام!

○ ——— غریبوں کے نام!

○ ——— مظلوموں کے نام!

○ ——— بے کسوں کے نام!

○ ——— بے بسوں کے نام!

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

○

تاجدارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غریبوں سے کتنا پیار تھا ــــ اللہ اللہ! سارے عالم کے غریبوں کو گلے سے لگالیا اور غریبوں کی زندگی اپنالی ــــ اب غریب سے غریب انسان یہ نہیں کہہ سکتا: آپ کے گھر میں تو سب کچھ ہے، میرے گھر میں کچھ نہیں ــــ" اللہ اکبر! سب کے گھر بھرے ہوتے ہیں، آپ کا گھر خالی ہے۔ سب کے گھروں میں دنیا کی نعمتیں ہیں، مگر آپ نعمتیں بانٹ رہے ہیں ــــ نعمتیں لٹا رہے ہیں ــــ صلائے عام ہے۔ سب دوڑے چلے آرہے ہیں ــــ جھولیاں بھر بھر کے لیے جارہے ہیں ــــ

دُنیا میں امیروں اور کھاتے پیتوں کی پوچھ ہے ــــ غریبوں اور مسکینوں کو کوئی نہیں پوچھتا ــــ مگر آپ کے دربار میں غریبوں کی پوچھ ہے ــــ مسکینوں کی رسائی ہے ــــ جن کو ساری دنیا نے دھتکارا اور دھتکار رہی ہے، وہ اس دربار میں نظر آئیں گے ــــ اللہ اکبر! بُجھے بُجھے چہرے نظر آرہے ہیں اور چمکتے دمکتے جارہے ہیں ــــ ہاں! اس دربار میں غریبوں کی بڑی رسائی ہے ــــ وہ غریب ــــ

○ ـــــ جن کے وسیلوں سے امیروں کو نعمتیں ملتی ہیں۔

○ ـــــ جن کی آہیں عرشِ معلّٰی تک جا پہنچتی ہیں۔

○ ـــــ جن کے آنسو سیلاب بن کر اُمنڈ پڑتے ہیں۔

○

ہاں یہ غریب بہت عظیم ہیں ـــــ ہاں یہ غریب بہت بلند ہیں ـــــ ذرا سا احسان کیجیے، جان دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں، بلکہ جان دے دیتے ہیں ـــــ فقیر کی زندگی میں چند ایسے واقعات گزر چکے ہیں ـــــ آپ بھی سُنئے اور غریبوں کے کردار کی بلندیاں دیکھئے ـــــ کوئٹہ (بلوچستان) میں قیام کے دوران (۱۹۶۶-۶۷ء) تپ دق کا مارا ایک مسکین بلوچ گرتا پڑتا سڑک پر جا رہا تھا، نزس آیا، تپ دق کے ہسپتال میں داخل کرایا، دیکھ بھال کرتا رہا ـــــ ہسپتال میں ایک روز اُس نے روتے ہوئے کہا تھا: "صاحب! آپ جہاں جائے گا، ہم آپ کے ساتھ جائے گا" ـــــ ابھی وہ ہسپتال میں تھا کہ فقیر کا تبادلہ سندھ ہو گیا ـــــ جب وہ توانا و تندرست ہو کر ہسپتال سے واپس آیا، فقیر کے بارے میں دریافت کیا اور جب یہ معلوم ہوا کہ فقیر بلوچستان سے سندھ چلا آیا، تو اس کے دل پر ایک چوٹ سی لگی، جانبر نہ ہو سکا، چند دنوں میں دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ـــــ اور جب سندھ میں سرحد ہند کے قریب ضلع تھرپارکر کے شہر مٹھی میں تبادلہ ہوا، تو وہاں ایک سندھی باورچی کو اتنی محبت ہو گئی کہ تین سال بعد (۱۹۸۰-۸۱ء) جب وہاں سے تبادلہ ہوا، اُس نے خبر سُنی ـــــ تھوڑی دیر بخار چڑھ گیا ـــــ چار پانچ روز کے اندر اندر مرض اتنا بڑھ گیا کہ جان پر بن گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اللہ کو پیارا ہو گیا ـــــ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

فقیہ اُس کی نمازِ جنازہ پڑھا کر آیا ــــ اِس مرحوم کا نام محمد کمال تھا اور اُس مرحوم کا
نام محمد شفیع ــــ اللہ اکبر! ان مسکینوں کے دل محبت سے معمور ہیں، کوئی محبت
کر کے تو دیکھے ــــ محبت کی قربان گاہ میں یہ جان دینے سے کبھی دریغ نہیں
کرتے ــــ ہزار ہزار رحمتیں ہوں ان جان دینے والوں پر جو محبت و اُلفت کے چراغ
روشن کر گئے اور اپنی جاں نثاری اور فدا کاری کے انمٹ نقوش چھوڑ گئے ــــ

غریبوں کا حال ہمیں کیا معلوم ــــ ؟ کسی نے اُن کے گھر کی خبر نہ لی ــــ
کسی نے نہ پوچھا تمہیں دو وقت کا کھانا بھی نصیب ہوتا ہے یا نہیں ــــ فقیر نے
ایک سرکاری ملازم کو دیکھا، ایک ہاتھ میں روٹی، دوسرے میں پانی ــــ نوالہ کھاتا جاتا
پانی کا گھونٹ پیتا جاتا ــــ پیٹ بھر گیا، خدا کا شکر ادا کیا ــــ اُن کی تنگ دستی
کا یہ عالم ہے کہ موسمی پھل بھی اُن کو نصیب نہیں، بس دیکھ دیکھ کے جیا کرتے ہیں ــــ
ایک بچہ اپنی ماں سے کہہ رہا تھا: "مجھے تو آم اچھے لگتے ہیں، ابو آم لے کر کیوں نہیں آتے۔؟"
غم کی ماری ماں کیا جواب دے، حسرت و یاس کی تصویر بنی، بچہ کا منہ تکتی رہ گئی ــــ
نانِ شبینہ کا محتاج اپنے بچوں کے لیے من بھاتی چیزیں کہاں سے لائے ؟ ــــ اور
اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کا شہرِ خموشاں کس کو دکھائے ؟ ــــ اولاد والا ہی اس
بے بسی کے عالم میں غریب ماں کے کرب کو محسوس کر سکتا ہے ــــ بچہ کے سوال نے خرمنِ
صبر و قرار کو خاکستر کر کے رکھ دیا ــــ کہاں سے لائے ؟ ــــ کہاں سے کھلائے؟
خود کھلا نہیں سکتی، کوئی کھلاتا نہیں، بے بسی ہی بے بسی ہے ــــ!

○

اے مسکینو! اے غریبو! دیکھو دیکھو! ان بچوں کے لیے امام احمد رضا کے آغوش

کھُلے ہیں ——— اپنے محروم بچّوں کو یہاں لے کر آؤ ——— وہ بچّوں کو اُن کی من بھاتی چیزیں کھِلا رہے ہیں ——— ہاں اُن کے آقا و مولیٰ بھی تو بچّوں سے پیار کرتے تھے ——— وہ اپنے دار العلوم منظرِ اسلام کے طلبہ پر بڑے شفیق و کریم تھے ——— خوشیوں کے موقعوں پر، عید کے دِنوں میں اُن کے لیے نئے نئے کپڑے بنواتے اور قسم قسم کے کھانے پکوا کر کھلاتے تھے ——— عرب طلبہ کے لیے عربی کھانا، رُوسی طلبہ کے لیے رُوسی کھانا، بنگالی طلبہ کے لیے بنگالی کھانا، بہاری طلبہ کے لیے بہاری کھانا، سرحدی طلبہ کے لیے سرحدی کھانا، سندھی طلبہ کے لیے سندھی کھانا، پنجابی طلبہ کے لیے پنجابی کھانا۔ الغرض جس طالب علم کو جو کھانا مرغوب ہوتا، وہ پکوا کر اُس کو کھلاتے اور کھلا کھلا کر خوش ہوتے۔ انگریزی مدارس و جامعات میں ہم نے طلبہ کو اپنا حریف سمجھ لیا ہے، وہ ہمارے فرزند دلبند ہیں، مگر اُن کو اپنی محبت و شفقت سے ہم نے محروم کر دیا ——— افسوس ہم نے یہ کیا کیا! ——— امام احمد رضا نے ہم کو وہ سبق سکھایا جو آفت زدہ معاشرے کی کایا پلٹ سکتا ہے ——— امام احمد رضا کی محبت و شفقت کا کیا ذکر کیا جائے، زندگی بھر غریبوں اور مسکینوں کو گلے لگایا اور جب وہ دنیا سے جانے لگے تو اس کٹھن گھڑی میں اُن کو نہ بھلایا ——— وصال سے دو روز قبل فرمایا: ——— آج کیا دن ہے؟ ——— عرض کیا گیا ——— آج بُدھ ہے ——— فرمایا: جمعہ پرسوں ہے ——— ؟ یہ فرما کر دیر تک حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل پڑھتے رہے ——— گھڑیاں گزرتی گئیں ——— سُورج غروب ہوتا رہا، سُورج طلوع ہوتا رہا ——— ہاں آج جمعہ ہے ——— آج وصال کا دن ہے ——— ارشاد ہو رہا ہے ——— "پچھلے جمعہ کرسی پر جانا ہوا آج چارپائی پر جانا ہوگا"[1] ——— ہاں زندگی کا آخری جمعہ بھی باجماعت ادا کیا ———

[1] حسنین رضا خاں : وصایا شریف ، مطبوعہ لاہور ، ص ۵

سفرِ آخرت کی تیاریاں شروع ہوگئیں ـــــ جائداد کے متعلق وقف نامہ مکمل کرایا اور آمدنی کا چوتھائی نیک کاموں کے لیے وقف کر دیا کہ شریعت کے مطابق جانے والے کو اپنے مال میں اتنا ہی تصرف کرنا چاہیئے ـــــ واللہ باللہ! یہ قید نہ ہوتی تو سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں لٹا دیتے ـــــ

○

موت آنی ہے، آئے گی، مگر جب معلوم ہو جائے کہ آنے والی آگئی، تو جان پر بن جاتی ہے ـــــ ہوش اڑنے لگتے ہیں ـــــ اوسان خطا ہونے لگتے ہیں ـــــ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آجاتا ہے ـــــ انسان اس طرح ہاتھ پیر مارتا ہے، جیسے وہ ڈوب رہا ہو ـــــ مگر وہ بھی ہیں، جو خوشی خوشی آتے ہیں اور خوشی خوشی جاتے ہیں ـــــ عین اضطراب میں ان کی طمانیت کا عالم نہ پوچھیے ـــــ اللہ اکبر!

قدسیوں کو بھی رشک اس جمعیتِ خاطر پہ ہے
کچھ نہیں کھلتا کہ میں کس کے پریشانوں میں ہوں

اللہ اللہ: وہ آنے والی گھڑی آگئی ـــــ بس دو ڈھائی گھنٹے کی بات ہے ـــــ وصیت نامہ لکھوایا جا رہا ہے ـــــ اس میں قوم کے لیے کچھ وصیتیں ہیں، اہل خانہ کے لیے کچھ نصیحتیں ہیں، عزیزوں کے لیے کچھ ہدایتیں ہیں ـــــ ہاں غریبوں کے لیے ـــــ جن کو سب بھول جاتے ہیں، مگر امام احمد رضا بسترِ مرگ پر بھی ان کو نہ بھولے ذرا غور تو کریں ـــــ ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر تو دیکھیں ـــــ جس کے خاندان نے شاہانہ آن بان کے ساتھ زندگی بسر کی ہو، آج اُس کے گھر میں غریبوں کے لیے شاہانہ دسترخوان بچھایا جا رہا ہے ـــــ آئیے وصیت کو ایک نظر دیکھئے ـــــ

"فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے، صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ نہ کہ جھڑک کر ــــ غرض کوئی بات سنت کے خلاف نہ ہو۔" لہ

اے پاسدارِ سُنّت تجھ پر لاکھوں سلام! ــــ ذرا غور فرمائیں اور بار بار غور فرمائیں ــــ کیسی پیاری پیاری ہدایتیں فرمارہے ہیں۔

- ــــ فاتحہ کے کھانے میں سے امیروں کو کچھ نہ دیا جائے۔
- ــــ صرف فقیروں اور غریبوں کو دیا جائے۔
- ــــ وہ بھی عزت و احترام کے ساتھ، خاطر داری کے ساتھ۔
- ــــ غریبوں مسکینوں کو گھرکیاں، جھڑکیاں دے کر نہ کھلایا جائے۔
- ــــ کوئی بات سُنّت کے خلاف نہ ہو۔

ہمارے ہاں بڑے بڑے شہروں میں میت کے کھانے سے غریب اور مسکین ہی محروم رہتے ہیں، کھاتے پیتے لوگ سب کھا جاتے ہیں، بلکہ بلائے جاتے ہیں ــــ امام احمد رضا نے اس بُری رسم کی بیخ کنی فرمائی اور اپنی وصیت سے ایک مُردہ سنّت کو زندہ کیا جس نے غریبوں کے حقوق کو پامال کر رکھا تھا ــــ شاید اس لیے پاک و ہند اور عالمِ اسلام کے علماءِ کرام نے آپ کو "مجدد" تسلیم کیا ہے ــــ

○

امام احمد رضا نے غریبوں کا حق غریبوں کو دلوایا اور سخت ہدایت فرمائی کہ اس میں سے امیروں کو کچھ نہ دیا جائے ــــ پھر فقیروں اور مسکینوں کو دینے والے دیا ہی کرتے ہیں؛ مگر امام احمد رضا جس باوقار انداز سے دلوانا چاہتے ہیں؛ اُس انداز سے تو دینے والے نہیں

لہ امام احمد رضا: وصایا شریف، محررہ ۲۸ / اکتوبر ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور

دیتے ـــــ امام احمد رضا کے زمانے میں شریف گھرانوں میں فرش و فروش کا رواج تھا، صاف ستھرے فرش بچھائے جاتے، اُن پر قالین سجائے جاتے، گاؤ تکیے رکھے جاتے۔ مگر ان فرش و فروش تک کسی غریب اور مسکین کی رسائی نہ ہوتی، ان کو دُور ہی کھاجاتا، معمولی فرش پر بٹھا کر کھلا دیا جاتا یا دروازے ہی پر دے دلا کر فارغ کر دیا جاتا ـــــ غریبوں کا کوئی خاص اعزاز و اکرام نہ ہوتا ـــــ سارے اعزاز و اکرام امیروں اور افسروں کے لیے مخصوص تھے ـــــ امام احمد رضا کی آنکھوں نے یہ سب کچھ دیکھا تھا ـــــ اُن کے دل میں غریبوں کا درد تھا، غریبوں کے لیے محبت تھی، غریبوں کے لیے عزت تھی، اس لیے وصیت فرمائی کہ جب غریبوں اور مسکینوں کو کھلاؤ تو دیکھنا گھرک کر اور جھڑک کر نہ کھلانا، عزت و احترام سے کھلانا، اس طرح جس طرح امیروں اور وزیروں کو کھلایا کرتے ہیں ـــــ ان کو حقیر و ذلیل نہ سمجھنا کہ یہ آقائے دو جہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُلارے ہیں۔

ذرا غور فرمائیں امام احمد رضا کیا چاہتے ہیں؟ ـــــ کمرے میں صاف سُتھرا فرش بچھا ہو، اس پر پاک صاف دسترخوان بچھا ہو ـــــ غریبوں اور مسکینوں کو محبت و خلوص سے خوش آمدید کہا جا رہا ہو ـــــ ایک ایک کی مزاج پُرسی کی جا رہی ہو اور بٹھایا جا رہا ہو ـــــ پھر اس دسترخوان پر غریبوں کے لیے وہ وہ نعمتیں سجائی جا رہی ہوں، جو اُن کے کام و دہن تک نہ پہنچی ہوں، وہم و خیال میں آکر رہ گئی ہوں ـــــ امام احمد رضا نے غریبوں کے لیے جو دسترخوان سجایا ہے، ذرا اُس کا نظارہ تو کریں ـــــ اللہ اللہ! کیسی کیسی نعمتیں دکھائی دے رہی ہیں ـــــ کسی نے اپنے دسترخوان پر غریبوں کے لیے یہ نعمتیں نہ رکھی ہوں گی اور پھر اس تاکید کے ساتھ

خبردار! کوئی امیر اس دسترخوان پر نہ آنے پائے ـــــ دنیا نے تو یہ دیکھا ہے کہ یہ نعمتیں امیروں کے دسترخوان پر سجی ہوتی ہیں اور غریب ٹُکر ٹُکر دیکھتے ہیں ـــــ کچھ بچا کچا تو مل گیا، ورنہ صبر و شکر کیا ـــــ مگر چشمِ عالم نے یہ نظارا نہیں دیکھا کہ غریبوں کے لیے امیرانہ اور شاہانہ دسترخوان سجایا گیا ہو ـــــ اگر نہیں دیکھا تو آئیے! یہ دسترخوان دیکھئے جو امام احمد رضا نے غریبوں اور صرف غریبوں کے لیے سجایا ہے ـــــ اللہ اکبر! کیسی کیسی نعمتیں سجی ہیں ـــــ ذرا دیکھئے تو سہی ـــــ

- دُودھ کا برف خانہ ساز
- مُرغ بریانی
- بکری کا شامی کباب
- پراٹھے اور بالائی
- فیرینی
- سوڈے کی بوتل
- گوشت بھری کچوری
- سیب کا پانی
- انار کا پانی
- دُودھ کا برف [1]
- اُرد کی پھریری دال مع ادرک و لوازم

ہاں امام احمد رضا نے غریبوں کے لیے دسترخوان سجایا ہے ـــــ غریب جمع ہیں ـــــ مزے لے لے کے کھا رہے ہیں، جان و دل سے دُعائیں دے رہے ہیں اور بزبانِ بے زبانی کہہ رہے ہیں ـــــ

- اے احمد رضا! تو نے ہم غریبوں کی کیسی عزت افزائی فرمائی ـــــ آخرت میں خدا تجھے بھی ایسی عزت عطا فرمائے ـــــ!
- اے احمد رضا! تو نے ہم غریبوں کو کیسے مزے مزے کے کھانے کھلائے خدا تجھ کو بھی جنت میں مزے مزے کے کھانے کھلائے!
- اے احمد رضا! تو نے ہم غریبوں کو کیسی محبت و شفقت سے سینے سے لگایا

[1] امام احمد رضا، وصیت نامہ، محررہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور

سُن، اے غارت گرِ جنسِ وفا سُن
شکستِ شیشۂ دِل کی صدا کیا؟

اُن کے شعور نے امام احمد رضا کے دردِ دل کی کسک محسوس نہ کی ــــ اُن کے احساس نے مسکینوں کے لیے امام احمد رضا کی روح کی تڑپ محسوس نہ کی ــــ تو پھر وہ امام احمد رضا کی دل کی گہرائیوں تک کس طرح پہنچتے ــــ غریبوں اور مسکینوں کے لیے امام احمد رضا کے اضطراب و بے چینی کو کس طرح سمجھتے! ــــ انہوں نے کچھ نہ سمجھا ــــ کاش وہ سینے میں دل رکھتے! ــــ کاش وہ دل میں درد رکھتے! ــــ

○

جب امام احمد رضا وصیت لکھوا چکے، تو خود دستخط فرمائے اور ساتھ ہی یہ الفاظ بھی تحریر فرمائے :ــــ

بقلم خود بحالتِ صحت حواس وَاللہ شہید وللہ
الحمد وصلی اللہ تعالیٰ و بارک وسلم[1]

وصل کی گھڑی قریب آ رہی ہے ــــ عزیزوں پر کیا بیت رہی ہوگی ــــ احباب پر کیا گزر رہی ہوگی ــــ عقیدت مندوں کا کیا حال ہوگا؟ ــــ یہ شعر ہر دِل کی آواز بن گیا ہوگا ؎

یُوں نہ پردہ کرو خدا کے لیے   دیکھو دُنیا تباہ ہوتی ہے

ــــ اللہ اکبر! وصال تک تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے کیا اس شان سے جانا کسی نے دیکھا ہے؟ ــــ جب ۲ بجنے میں ۴ منٹ باقی تھے۔ وقت پوچھا ــــ عرض کر دیا گیا ــــ فرمایا: "گھڑی کھلی ہوئی سامنے

---

[1] امام احمد رضا: وصیت نامہ، محررہ ۲۸ / اکتوبر ۱۹۲۱ء، مطبوعہ لاہور

رکھ دو"۔۔۔۔۔ اللہ اللہ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علام الغیوب نے وقت بتا دیا تھا، بیشک اُس کی عطا سے وہ علم بھی مل جاتا ہے، جس کو اُس نے صرف اور صرف اپنے خزانے میں محفوظ رکھا ہے۔۔۔۔۔ بڑے صاحبزادے مولانا محمد حامد رضا خاں خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔۔۔۔۔ فرمایا: "وضو کر آؤ، قرآنِ عظیم لاؤ"۔۔۔۔۔ ابھی وہ نہ آئے تھے کہ چھوٹے صاحبزادے مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں حاضر ہوئے۔۔۔۔۔ فرمایا: بیٹھے کیا کر رہے ہو، سورۂ یٰسین شریف اور سورۂ رعد شریف تلاوت کرو۔۔۔۔۔ تلاوت ہو رہی ہے، آفتابِ شریعت غروب ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ بس چند منٹ باقی ہیں۔۔۔۔۔ سفر کی دعائیں پڑھ رہے ہیں اور بار بار پڑھ رہے ہیں کہ آج اس سفر پر جانا ہے کہ پھر واپس نہیں آنا۔۔۔۔۔ اچانک کلمۂ طیبہ پڑھا، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔۔۔۔۔ آن کی آن میں دم سینے پر آگیا۔۔۔۔۔ جب سینے سے باہر نکلا تو چہرے پر ایک نور چمکا اور روشنی پھیل گئی۔۔۔۔۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ہ۔۔۔۔۔ آج جمعہ ہے اور ٹھیک نماز جمعہ کا وقت۔۔۔۔۔ صفر کی ۲۵ تاریخ ہے اور ۱۳۴۰ھ۔۔۔۔۔ اکتوبر کی ۲۸ تاریخ اور ۱۹۲۱ء۔۔۔۔۔ ہ

حیف درچشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل خوب ندیدم و بہار آخر شد

وہ اس طرح چلے گئے، جس طرح گلشن سے بوئے گل چلی جاتی ہے۔۔۔۔۔ خود فرمایا، اور خوب فرمایا:۔۔۔۔۔

"جنہیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں، شوقِ دیدار
میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا۔" [1]

---

[1] حسنین رضا خاں: وصایا شریف، مطبوعہ لاہور، ص ۱۵

بے شک ایسے گئے کہ جانا معلوم ہی نہ ہوا ــــــــ ہاں ! سہ

دِل تو جاتا ہے اُس کے کوچہ میں

جا، مِری جاں، جا، خدا حافظ

اے احمد رضا! ــــ اے غریبوں کے غمخوار ــــ اے مسکینوں کے دلدار ــــ اے مظلوموں کے دادرس ــــ اے بیکسوں کے فریاد رس، تجھ پہ ہزار بار سلام ــــ ہاں رُوحِ انسانیت تجھ کو سلام کرتی ہے ــــ دلِ دردمند تجھ کو سلام کرتا ہے ــــ دیدۂ بینا تجھ کو سلام کرتا ہے ــــ چشمِ اشکبار تجھ کو سلام کرتی ہے ــــ جانِ بیتاب تجھ کو سلام کرتی ہے ــــ رُوحِ مضطر تجھ کو سلام کرتی ہے ــــ مظلوموں کی آہیں تجھ کو سلام کرتی ہیں ــــ غریبوں کی فریادیں تجھ کو سلام کرتی ہیں ــــ ماہِ تاباں تجھ کو سلام کرتا ہے ــــ مہرِ درخشاں تجھ کو سلام کرتا ہے ــــ ابرِ باراں تجھ کو سلام کرتا ہے ــــ سفید و سیاہ تجھ کو سلام کرتے ہیں ــــ فکر و شعور تجھ کو سلام کرتے ہیں ــــ ہاں!ــــ

- ⭘ ــــ تو عاشقِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ــــ
- ⭘ ــــ تو دلدارِ مجتبےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ــــ
- ⭘ ــــ تو محبوبِ مرتضےٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہے ــــ
- ⭘ ــــ تو نائبِ غوث الورٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے ــــ

تجھ پہ سلام ═══ ● ═══ ہزار بار سلام!

۱۳ جمادی الثانی سنہ ۱۴۱۰ھ

۱۱ر جنوری سنہ ۱۹۹۰ء

احقر محمد مسعود عفی عنہ

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ